۱۰۔مزارات کی تعمیر اوران کی مجاوری

قبروں پر مزارات، قبے اور گنبد کی تعمیر اوران کی مجاوری کفر والحاد کی ایک رسم اور شرک کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ یہ عمل کنائس الیہود اور منادر الہنود کے بالکل مترادف ہے۔جس طرح گرجاؤں اور کلیساؤں میں غیر اللہ کی پرستش ہوتی ہے بعینہ اسی طرح مزارات میں بزرگانِ دین کی بندگی کی جاتی ہے،امیر صنعانی نے اپنی کتاب ''تطہیر الاعتقاد'' میں رقم کیا ہے:

((وَالْمَشَاهِدُ اَعْظَمُ الذَّرِيْعَةِ اِلَى الشِّرْكِ وَالْاِلْحَادِ ، وَيَزُوْرُهُ النَّاسُ الَّذِيْنَ يَعْرِفُوْنَهُ زِيَارَةَ الْاَمْوَاتِ مِنْ غَيْرِ تَوَسُّل بِهِ بَلْ يَدْعُوْنَ لَهُ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ حَتّٰى يَنْقَرِضَ مَنْ يَعْرِفُهُ أَوْ أَكْثَرُهُمْ ، فَيَأْتِىْ مِنْ بَعْدِهِمْ مَنْ يَرىٰ قَبْراً قَدْ سُيِّدَ عَلَيْهِ الْبِنَاءُ وَسُرِجَتَ عَلَيْهِ الشُّمُوْعُ وَفُرِشَ بِالْفِرَاشِ الْفَاخِرِ فَيَعْتَقِدُ أَنَّ ذٰلِكَ لِنَفْعٍ أَوْ دَفْعِ ضُرٍّ ، وَتَاْتِيْهِ السَّدَنَةُ يَكْذِبُوْنَ عَلَى الْمَيِّتِ بِأَنَّهُ فَعَلَ وَفَعَلَ ، وَأَنْزَلَ بِفُلَانٍ الضُّرُّ وَبِفُلَانِ النَّفْعَ حَتَّى يَغْرِسُو فِي جِبِلَّتِهِ كُلَّ بَاطِلٍ .)) [1]

''مزارات اور قبے شرک والحاد کا بہت بڑا ذریعہ ہیں، صاحب قبر کو جاننے والے لوگ تو محض زیارت قبور کے لیے وہاں جاتے ہیں، قبر کو وسیلہ نہیں ٹھہراتے، بلکہ صاحب قبر کے لیے دعائے خیر اور اس کے لیے بخشش اور مغفرت طلب کرتے ہیں۔لیکن کچھ مدت گزر جانے کے بعد جب دوسری نسل آتی ہے اور دیکھتی ہے کہ اس قبر پر کیا خوب ہی عمارت بنی ہوئی ہے، چراغ روشن کیے جاتے ہیں، فاخرانہ فرش بچھے ہوئے ہیں،تو وہ سمجھتی ہے ضرور اس میں ہمارے حصول نفع اور

---

[1] بحوالہ عقد الجید

دفع ضرر کا سامان موجود ہے، اور ان کے پاس وہاں مجاوروں کی جانب سے جھوٹی حکایات منسوب کرتے ہیں کہ صاحب قبر نے بڑے بڑے کام کیے ہیں، فلاں کو اس کی قبر سے نفع ہوا اور فلاں کو نقصان پہنچا۔ حتی کہ قصے کہانیاں بیان کر کے طبیعت میں اوہام وخرافات پیدا کر دیے جاتے ہیں، جس سے وہ نذر و نیاز دینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔''

اس لیے رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر قبے اور گنبد وغیرہ بنانے سے شدت سے منع کیا، بلکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو خاص اس لیے روانہ فرمایا کہ جو قبر اونچی ملے اسے برابر کر دیں، اور جو بُت ملے اسے مٹا ڈالیں۔ ابوالہیاج اُسدی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((أَلَا أَبْعَثُكَ عَلَى مَا بَعَثَنِي عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا تَدَعَ تِمْثَالًا إِلَّا طَمَسْتَهُ وَلَا قَبْرًا مُشْرِفًا إِلَّا سَوَّيْتَهُ.)) ❶

''کیا میں تجھ کو اس کام پر مقرر نہ کروں جس پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے مقرر کیا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ تم کوئی تصویر و مجسمہ نہ چھوڑو مگر اسے مٹا دو، اور جو قبر زیادہ اونچی ہو اسے (عام قبروں کے) برابر کر دو۔''

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

((نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَأَنْ يُّقْعَدَ عَلَيْهِ وَأَنْ يُّبْنٰى عَلَيْهِ.)) ❷

''رسول اللہ ﷺ نے قبر کو چونا گچ کرنے، اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع کیا ہے۔''

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں:

((وَفِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ كَرَاهَةُ تَجْصِيْصِ الْقَبْرِ وَالْبِنَاءِ عَلَيْهِ وَتَحْرِيْمُ

---

❶ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب الأمر بتسوية القبر، رقم: ٩٦٩.

❷ صحيح مسلم، كتاب الجنائز، باب النهى عن تجصيص القبر والبناء عليه، رقم: ٩٧٠۔ سنن أبو داؤد، كتاب الجنائز، رقم: ٣٢٢٥۔ سنن ترمذی، كتاب الجنائز، رقم: ١٠٥٢.

الْقُعُوْدِ.)) ❶

''اس حدیث میں قبر کو پختہ کرنے ، اس پر عمارت بنانے کی کراہت ہے اور ان پر بیٹھنے یعنی مجاوری کی حرمت موجود ہے۔''

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((نَهٰی نَبِیُّ اللّٰهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ أَنْ یُّبْنٰی عَلَی الْقُبُوْرِ ، أَوْ یُقْعَدَ عَلَیْهَا أَوْ یُصَلّٰی عَلَیْهَا.)) ❷

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر عمارت بنانے ، ان پر بیٹھنے (مجاوری اختیار کرنے) اور نماز پڑھنے سے منع کیا ہے۔''

ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((أَوْصٰی أَبُوْ مُوْسٰی حِیْنَ حَضَرَهُ الْمَوْتُ فَقَالَ: إِذَا انْطَلَقْتُمْ بِجَنَازَتِیْ فَاسْرِعُوْا الْمَشْیَ وَلَا یُتْبَعُنِیْ مُجَمَّرٌ وَلَا تَجْعَلُوْا فِیْ لَحْدِیْ شَیْئًا یَحُوْلُ بَیْنِیْ وَبَیْنَ التُّرَابِ وَلَا تَجْعَلُوْا عَلٰی قَبْرِیْ بِنَاءً ، وَأُشْهِدُکُمْ أَنِّیْ بَرِیْءٌ مِنْ کُلِّ حَالِقَةٍ أَوْ سَالِقَةٍ أَوْ خَارِقَةٍ ، قَالُوْا: أَوَ سَمِعْتَ فِیْهِ شَیْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.)) ❸

''ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے موت کے وقت وصیت کی کہ جب تم میرا جنازہ لے کر چلنے لگو تو جلدی چلنا ، اور میرے ساتھ کوئی انگیٹھی ہو اور نہ میری لحد میں کوئی چیز رکھنا جو میرے اور مٹی کے درمیان حائل ہو ، اور نہ ہی میری قبر پر کوئی عمارت بنانا ، اور میں تمہیں گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں سر منڈانے والی ، چیخ و پکار کرنے والی

❶ شرح النووی : ۷/ ۳۲.

❷ مسند أبو یعلی : ۲/ ۲۹۷، رقم: ۱۰۲۰۔ صحیح سنن ابن ماجة ، کتاب الجنائز، رقم: ۱۵٦٤۔ مجمع الزوائد: ۳/ ٦۱.

❸ مسند أحمد: ٤/ ۳۹۷، رقم: ۱۹۵٤۷۔ شیخ شعیب الأرناؤوط نے اسے ''حسن'' قرار دیا ہے۔

یا کپڑے پھاڑنے والی سے بری ہوں۔ لوگوں نے پوچھا: کیا آپ نے یہ باتیں رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں؟ تو انہوں نے کہا: ہاں! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہیں۔''

ان احادیث کی روشنی میں فقہائے اُمت نے قبروں پر عمارات، بنانے کو حرام قرار دیا ہے، اور ان قبوں اور مزارات کے گرا دینے کا حکم صادر فرمایا ہے جو علی رغم الشریعت بنائے جاتے ہیں، کیونکہ شریعت اسلامیہ میں یہ اصل موجود ہے کہ جو عمارت فتنہ وفساد کا باعث ہو، یا جس کی اساس معصیت الرسول پر ہو اس کا گرا دینا واجب [1] ہے۔ خواہ وہ مسجد ہی کیوں نہ ہو چنانچہ مسجد ضرار کا قصہ اس کی بیّن اور واضح دلیل ہے۔

فائدہ:......قصہ یوں ہے کہ مدینہ میں قبیلہ خزرج کا ابو عامر الراہب نامی ایک شخص زمانہ جاہلیت میں نصرانی ہوگیا تھا، اس کا خزرج والوں میں بڑا مقام تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت مدینہ کی تو اسے دعوتِ اسلام دی، لیکن اس نے انکار کر دیا اور غزوۂ بدر کے بعد مکہ جا کر کفارِ قریش کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف برانگیختہ کیا۔ غزوۂ اُحد میں کافروں کی صف میں آگے آ کر انصار کو مخاطب کر کے اپنی تائید کی دعوت دی، جس پر انصار نے اسے بہت زیادہ بُرا کہا۔ اس کے بعد اس نے روم جا کر وہاں کے بادشاہ ہرقل کو مسلمانوں کے خلاف اُکسایا، اور وہیں سے مدینہ میں اپنے منافق دوستوں کو لکھا کہ وہ ایک مسجد بنائیں جس کا مقصد اسلام کے خلاف سازش، اور مسلمانوں کے درمیان تفریق پیدا کرنا ہو۔ اور جب وہ مدینہ واپس آئے گا تو اس کو اپنے لیے بطورِ کمین گاہ استعمال کرے گا، جب منافقین نے وہ عمارت بنا ڈالی تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر کہنے لگے کہ ہم نے کمزوروں اور بیماروں کے بارش اور سردی سے بچاؤ کے لیے ایک مسجد بنائی ہے، ہماری خواہش ہے کہ آپ وہاں تشریف لے چلیں اور اس میں نماز پڑھیں۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت غزوۂ تبوک کے لیے روانہ ہو

---

[1] یاد رہے کہ اس حکم پر عمل کرنا ہر شخص پر لازم نہیں ہے بلکہ یہ کام حکومت اسلامیہ کا یا اس کے سربراہ کا ہے۔ تاکہ فتنہ وفساد نہ ہو۔

رہے تھے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ واپسی پر چلوں گا، واپسی پر آپ مدینہ سے کچھ فاصلے پر تھے کہ وحی نازل ہوئی اور اس عمارت کی حقیقت معلوم ہوئی۔ چنانچہ آپ ﷺ نے دو صحابہ کو بھیجا جنھوں نے اس مکان کو جلا دیا، جسے اللہ رب العزت نے ''مسجد ضرار'' کا نام دیا، یعنی جو قبا والوں کو نقصان پہنچانے کے لیے بنائی گئی تھی۔'' [1]

''ان تمام قبوں کا گرا دینا واجب ہے جو قبروں پر بنائے جاتے ہیں، کیونکہ ان کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی اور مخالفت پر ہے۔'' [2]

یاد رہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے ''تسویۃ القبور'' کے بارے میں مذکور حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ قبروں کو بالکل مسمار کر کے زمین کے برابر کر دیا جائے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہیں عام قبروں کے برابر حد شرعی تک برابر کیا جائے، یعنی ایک بالشت تک اونچا رہنے دیں جس سے معلوم ہو کہ یہ قبر ہے۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی قبر زمین سے ایک بالشت اونچی تھی۔ [3]

امام بیہقی کی تبویب سے بھی یہ بات عیاں ہے کہ قبر کی مٹی سے زائد اس پر نہ ڈالی جائے تاکہ زیادہ بلند نہ ہو جائے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((إِنَّ السُّنَّةَ أَنَّ الْقَبْرَ لَا يُرْفَعُ عَلَى الْأَرْضِ رَفْعًا كَثِيرًا.)) [4]

''یقیناً سنت یہ ہے کہ قبر زمین سے زیادہ بلند نہ ہو (بلکہ ایک بالشت کے برابر اونچی ہو۔)''

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

[1] ملخص از تفسیر ابن کثیر: ۳/ ۴۴۰، ۴۴۱۔ بتحقیق عبدالرزاق مهدی۔

[2] مجالس الأبرار، ص: ۱۲۱

[3] سنن الکبریٰ، بَابُ لَا يُزَادُ فِي الْقَبْرِ عَلَى أَكْثَرَ مِنْ تُرَابِهِ لِئَلَّا يَرْتَفِعَ جِدًّا: ۳/ ۴۱۰۔

[4] شرح مسلم للنووی: ۷/ ۳۱.

((وَيُرْفَعُ الْقَبْرُ مِنَ الْأَرْضِ قَدْرَ شِبْرٍ وَيُرَشُّ عَلَيْهِ الْمَاءُ وَيُوْضَعُ عَلَيْهِ الْحَصَا وَإِنْ طُيِّنَ جَازَ وَإِنَّ جُصِّصَ كُرِهَ.)) ❶

''قبر زمین سے ایک بالشت بلند کی جائے، اور اس پر پانی چھڑکا جائے، اور اس پر سنگریزہ رکھ دیں اور اگر لیپ کر دیں تو جائز ہے مگر گچ سے بنانا مکروہ ہے۔''

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((وَلَا نَرٰی اَنْ يُزَادَ عَلٰى مَا خَرَجَ مِنْهُ وَنَكْرَهُ أَنْ يُجَصَّصَ أَوْ يُطِيَّنَ أَوْ يُجْعَلَ عِنْدَهُ مَسْجِدًا أَوْ عَلَمًا أَوْ يُكْتَبَ عَلَيْهِ ، وَيُكْرَهُ الْآجُرُّ اَنْ يُبْنٰى بِهِ أَوْ يُدْخَلَ الْقَبْرُ وَلَا نَرٰى بِرَشِّ الْمَاءِ عَلَيْهِ بَأْسًا .)) ❷

''اور نہیں دیکھتے ہم یہ کہ زیادہ کیا جائے اس چیز پر جو کہ اس سے نکلے یعنی جو مٹی قبر سے نکلے اس کے سوا اور مٹی اس میں ڈالی نہ جائے، اور ہم مکروہ سمجھتے ہیں یہ کہ گچ کی جائے یا مٹی سے لیپی جائے، اور مکروہ ہے پکی اینٹ کہ اس سے قبر بنائی جائے یا قبر میں داخل کی جائے، اور ہمارے نزدیک قبر پر پانی چھڑکنے میں کچھ گناہ نہیں۔''

علامہ محمود آلوسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((ثُمَّ إِجْمَاعًا فَإِنَّ اَعْظَمَ الْمُحَرَّمَاتِ وَاَسْبَابِ الشِّرْكَ الصَّلٰوةُ عِنْدَهَا ، وَاتِّخَاذُهَا مَسَاجِدَ ، وَبُنَائُهَا عَلَيْهِ ، وَتَجِبُ الْمُبَادَرَةُ إِلٰى هَدْمِهَا ، وَهَدْمُ الْقُبَابِ الَّتِیْ عَلَى الْقُبُوْرِ اِذْ هِیَ اَضَرُّ مِنْ مَسْجِدِ الضِّرَارِ لِأَنَّهَا أُسِّسَتْ عَلَى مَعْصِيَةِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَجِبُ اِزَالَةُ كُلِّ قِنْدِيْلٍ أَوْ سِرَاجٍ عَلٰى قَبْرٍ ، وَلَا يَجُوْزُ وَقْفُهُ وَنَذْرُهُ.)) ❸

---

❶ غنية الطالبين، مترجم، ص: ٦٤٠۔ مکتبہ تعمیر انسانیت، لاھور.

❷ کتاب الآثار لمحمد بن حسن الشیبانی ، مترجم، ص: ١٢٦.

❸ روح المعانی : ٢٣٨/١٥ مکتبہ امدادیہ، ملتان

''اس بات پر اجماع ہے کہ سب سے بڑی حرام اور شرک کے اسباب کی چیزوں میں سے مزاروں کے پاس نماز پڑھنا، اوران پر مسجدیں یا عمارتیں بنانا ہے۔ ایسی اشیاء کو اور جو قبروں پر قبّے بنائے گئے ہیں انہیں گرانا واجب ہے۔ کیونکہ یہ مسجد ضرار سے بھی زیادہ نقصان دہ ہیں، اس لیے کہ ان کی بنیادیں رسول اللہ ﷺ کی مخالفت پر رکھی گئی ہیں، اور قبروں پر ہر قندیل اور چراغ کو گُل کرنا بھی واجب ہے، اور اس کا وقف کرنا اور نذر ماننا بھی ناجائز ہے۔''

قاضی ثناءاللہ پانی پتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((آنچه بر قبور اولیاء عمار تهائے رفیع بنامی کنند و چراغاں روشن می کنند و ازیں قبیل هرچه می کنند حرام است یا مکروه.)) ❶

''وہ جو کچھ اولیاء کرام کی قبروں پر کیا جاتا ہے کہ اونچی اونچی عمارتیں بناتے ہیں، اور چراغ روشن کرتے ہیں، اور اس قسم کی جو چیز بھی کرتے ہیں حرام ہے یا مکروہ۔''

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((اَكْرَهُ تَجْصِيصَ الْقُبُورِ وَالْبِنَاءَ عَلَيْهَا .)) ❷

''میں قبروں کو پختہ بنانے اور ان پر عمارات تعمیر کرنے کو مکروہ (حرام) سمجھتا ہوں۔''

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((وَلَمْ أَرَ قُبُورَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْاَنْصَارِ مُجَصَّصَةً (قَالَ الرَّاوِيُّ) عَنْ طَاؤُسٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى أَنْ تُبْنٰى الْقُبُورُ أَوْ تُجَصَّصَ...... وَقَدْ رَأَيْتُ مِنَ الْوُلَاةِ مَنْ يَهْدِمُ بِمَكَّةَ مَا يُبْنٰى فِيهَا

❶ مالا بدمنه، ص: ٦٧

❷ المدوّنة الكبرىٰ: ١/ ١٧٠.

فَلَمْ أَرَالْفُقَهَاءَ يَعِيبُوْنَ ذٰلِكَ.)) ❶

''میں نے مہاجرین اور انصار صحابہ رضی اللہ عنہم کی قبروں کو پختہ تعمیر شدہ نہیں دیکھا، طاؤس نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر عمارت کی تعمیر یا پختہ کرنے سے منع کیا ہے، اور میں نے ان حکمرانوں کو دیکھا ہے جو مکہ میں قبروں پر عمارت کو گراتے تھے اور میں نے اس کام پر فقہاء کو عیب لگاتے نہیں دیکھا۔''

(فقہ جعفریہ کے) امام ابوالحسن موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ قبر پر عمارت بنانا اور اس پر بیٹھنا کیسا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا:

لَا يَصْلُحُ الْبِنَاءُ عَلَيْهِ وَلَا الْجُلُوسَ وَلَا تَجْصِيصُهُ وَلَا تَطْيِيْنُهُ. ❷

''قبر پر عمارت تعمیر کرنا، اس پر بیٹھنا، اسے پختہ بنانا اور لپائی کرنا درست نہیں۔''

قارئین کرام! قبور اولیاء پر جس قدر گنبد، قبے اور مزارات تعمیر کیے گئے ہیں اور جو کچھ عبادات وہاں بجا لائی جاتی ہیں، بالکل اسی طرح گرجاؤں اور کلیساؤں میں غیر اللہ کی عبادت ہوتی ہے، صرف ناموں کا اختلاف ہے، ہندو ایسے مقام کا نام (مندر) رکھتے ہیں، اور مسلمان مشاہد، خانقاہ اور درگاہ یا مزار شریف کے نام سے موسوم کرتے ہیں، اور اسی طرح خانقاہوں کے مجاور ''سدنۃ البد'' کے مشابہ ہیں۔ علامہ بلاذری رحمۃ اللہ علیہ نے محمد بن قاسم کے حالات میں سندھ کی فتوحات کا ذکر کرتے ہوئے ''بُد'' اور ''سدنۃ البد'' پر بحث کی ہے، لکھتے ہیں:

مَاالْبُدُّ إِلَّا كَكَنَائِسِ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَبُيُوْتِ نِيْرَانِ الْمَجُوْسِ. ❸

''یعنی ''بد'' عبادت خانہ ہے جیسا کہ عیسائیوں کے گرجے، یہود کے کنیسے اور آتش پرستوں کے آتش کدے ہیں، (جن میں غیر اللہ کی عبادت ہوتی ہے)''

پھر رقم طراز ہیں:

---

❶ كتاب الأم، باب ما يكون بعد الدفن: ۲۷۷/۱

❷ الإستبصار، باب النهى عن تجصيص القبر و تطيينه: ۲۱۷/۱.

❸ بحواله جواهر البحور

وَالْبُدُّ فِيمَا ذَكَرُوا مَنَارَةٌ عَظِيمَةٌ يُتَّخَذُ فِي بِنَاءٍ لَهُمْ فِيهِ صَنَمٌ أَوْ أَصْنَامٌ.

''یعنی محققین کے بیان کے مطابق بد ایک بہت بڑا منارہ ہے، جو کسی ایسے مکان پر بنایا جاتا ہے جس میں ایک یا ایک سے زیادہ مورتیاں رکھی ہوئی ہوں۔''

اس سے آگے چل کر لکھتے ہیں:

وَكَانَ بُدُّ الْمُلْتَانِ تُهْدٰى إِلَيْهِ الْأَمْوَالُ ، يُنْذَرُ لَهُ النَّذْرُ ، وَيَحُجُّ إِلَيْهِ اَهْلُ السِّنْدِ ، فَيَطُوفُونَ بِهِ ، وَيَحْلِقُونَ رُءُ وسَهُمْ عِنْدَهُ ، وَيَزْعُمُونَ أَنَّ صَنَمًا فِيهِ هُوَ أَيُّوبُ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ .))

''یعنی ملتان کا ''بد'' بہت بڑا مندر تھا، اس کے لیے اموال کے تحفے تحائف لائے جاتے ، اس کے لیے منتیں مانی جاتی تھیں، اہل سندھ اس کے حج کے لیے آتے تھے، سر منڈاتے تھے اور کہتے تھے کہ جو بُت اس کے اندر ہے وہ سیدنا أیوب علیہ السلام ہیں۔''

غور کریں! کیا فرق ہوا؟ صرف یہ کہ وہ ان جگہوں میں اولیاء و انبیاء کے بُت رکھ کر پوجتے تھے، اور مسلمان ان عمارات میں بزرگوں کی قبروں کی پوجا کرتے ہیں، وہ ان بزرگوں کی نذریں مان کر ''سدنۃ البد'' کو کھلاتے تھے، اور یہ قبروں کے مجاورین اور عاکفین قبور کو نیازات کھلانے میں دین و دنیا کی سعادت سمجھتے ہیں:

((مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ.)) [1]

''جو جس قوم کی مشابہت اختیار کرتا ہے، وہ قیامت کے دن اسی کے ساتھ اُٹھایا جائے گا۔''

---

[1] ابو داؤد، كتاب اللباس، باب في لبس الشهرة ، رقم: ٤٠٣١۔ البانی رحمہ اللہ نے اسے ''حسن صحیح'' کہا ہے۔إرواء الغليل، رقم: ١٢٦٩